بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرس مبارک

۹ مئی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

عُرسِ مُبارک

۹ مئی ۱۹۹۲ء

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

برادرانِ طریقت! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

گزشتہ برس ۹ مئی کو بندہ اس تقریبِ سعید میں موجود نہ تھا۔ بندہ نے ٹیکسلا ہسپتال میں آپریشن کرا رکھا تھا۔ جس کی وجہ سے حاضری ممکن نہ تھی۔ بندہ نے بذریعہ مکتوب آپ تک اپنے خیالات پہنچانے کی کوشش کی تھی اور اس سالانہ تقریب کے اغراض و مقاصد پر کسی حد تک روشنی ڈالی تھی۔ اُمید ہے کہ اُن خیالات کا خاکہ آپ کے ذہنوں میں محفوظ ہو گا۔ انہی خیالات کے تسلسل میں آج اس تقریبِ سعید کے موقع پر چند مزید گزارشات پیش کی جا رہی ہیں۔ ان کا تعلق زیادہ تر قبلہ عالم رح کی تعلیمات سے ہے۔

اجتماع کی نوعیت

آپ حضرات کو مختلف اجتماعات میں شامل ہونے اور دیکھنے کا موقع ملا ہو گا۔ طرح طرح کے اجتماعات ہوتے ہیں۔ بعض سیاسی اور بعض سماجی، کچھ علمی و ادبی اور کچھ تفریحی۔ ہر اجتماع کے لیے کسی ترغیب یا تحریک کی ضرورت ہوتی ہے۔ مگر آج کا اجتماع جس میں آپ شامل ہیں، منفرد نوعیت کا اجتماع ہے۔ آپ پر اچھی طرح واضح ہے کہ اس

اجتماع کے لیے کوئی تحریک نہیں کی جاتی۔ بلکہ خود آپ کے اندر ایک تحریک موجود ہے۔ جو ہر سال ۹ مئی کو آپ سے قبلہ عالمؒ کے مزار پر حاضری کا تقاضا کرتی ہے اور آپ حضرات ملک کے مختلف حصّوں سے کشاں کشاں یہاں پہنچتے ہیں۔ یہاں تک کہ بعض عقیدت مند بیرون ملک سے اِس تقریب میں شامل ہونے کے لیے خاص اہتمام کرتے ہیں۔

ہر اجتماع کی اپنی نوعیت اور افادیت ہوتی ہے۔ اِس اجتماع کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اجتماع قبلہ عالمؒ سے بلا واسطہ یا بالواسطہ وابستہ سنگیوں کا اجتماع ہے۔ یہ ان لوگوں کا اجتماع ہے جنہوں نے اللہ والوں سے دامن وابستہ کر رکھا ہے اور جن کے اندر خُدا شناسی اور خود شناسی کی تڑپ کسی نہ کسی درجہ میں موجود ہے۔ وہ رُوح کی تازگی کا سامان کرنے یہاں آتے ہیں۔

اندازِ تربیت

آپ کی آگاہی کے لیے اِتنا بتا دینا ضروری ہے کہ قبلہ عالمؒ کا اندازِ تربیت سلف صالحین سے مِلتا جُلتا تھا۔ سلف صالحین کی تربیت میں شریعت کا عنصر غالب تھا۔ جبکہ تصوّف شریعت کے تابع تھا۔ کیونکہ اصل شریعت ہے۔ جبکہ تصوّف اس کی فرع ہے۔ مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ شریعت شمع ہے۔ جو راہ دکھاتی ہے۔ شریعت پر گامزن

Marfat.com

ہونا طریقت ہے ۔ اور منزلِ مُراد پر رسائی حقیقت ہے ۔ آپؒ کی تربیت میں جامعیت تھی ۔ طالبوں کی علمی اور ذہنی تربیت کے ساتھ ساتھ باطنی تربیت بھی کرتے تھے ۔ باطنی تربیت کا طریق القائی اور انعکاسی ہے ۔ اس کا تعلق نگاہ سے ہے ۔ اور اس کا ہدف طالب کا قلب اور نفس ہیں ۔ نگاہ کی کیمیا گری سے طالب کا تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس کیا جاتا ہے ۔ جبکہ زبان و بیان کے ذریعے عقائد کی درستگی اور تشریعی احکام کی تعلیم دی جاتی ہے ۔ چُنانچہ قبلہ عالمؒ نے بھی طالبوں کی ذہنی اور رُوحانی تربیت کے لیے وہی انداز اپنایا ۔ علمی اور ذہنی تربیت تو علمائے ظواہر کے ہاں موجود ہے ۔ مگر باطنی تربیت کا نظام ان کے ہاں مفقود ہے ۔ اس کے لیے کسی شیخِ کامل کی صحبت اور توجہ کی ضرورت ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ ظاہری کمالات کے باوجود امام غزالیؒ ، امام رازیؒ اور مولانا رومؒ جیسے یکتائے روزگار علماء ، فضلاء اور حکماء کو حضرت بوعلی فارمدیؒ ، حضرت نجم الدّین کبریٰؒ اور شاہ شمس الدینؒ تبریزی کی خدمت میں زانوئے ادب طے کرنے پڑے ۔ باطنی تربیت کا عمل القائی اور انعکاسی ہے ۔ جو شیخِ کامل کے سینے سے حاصل کیا جاتا ہے ۔ چُنانچہ حضرت اُبی بن کعبؓ فرماتے ہیں کہ اِسلام کی تکذیب زمانہ جاہلیت سے بھی زیادہ میرے سینے میں واقع ہوگئی ۔ جب رسولِ اکرم صلّی اللّٰہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا تو میرے سینے پر ہاتھ مارا اور میں پسینہ پسینہ ہوگیا ۔

Marfat.com

حالت یہ ہو گئی کہ گویا میں اپنے رب کو دیکھ رہا ہوں۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ سالہا سال کے مجاہدات اور ریاضات سے اتنا فائدہ نہیں ہوتا۔ جو کسی مردِ کامل کی تھوڑی سی توجہ سے حاصل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ تصوف القائی عمل ہے اور اس تربیت کا دائرۂ عمل قلب سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، "انسان کے جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ وہ ٹھیک ہو جائے تو سارا جسم ٹھیک ہو جاتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جاتا ہے۔ سُنو! وُہ دِل ہے" یہی وجہ ہے کہ امام غزالیؒ نے اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں لکھا ہے کہ بیٹے قلب کو چمکانے کا فن سیکھو۔ مگر یاد رکھو اس کے مدعی بہت ہیں۔ مگر جاننے والے خال خال ہوں گے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ ہر چیز کی صیقل (پالش) ہوتی ہے۔ اور دِل کی صیقل اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ خود اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ صُبح و شام اپنے رب کا ذِکر کرو۔ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے انسان کو سکون ملتا ہے۔ ذکر کی تعریف میں رسولِ خُدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "مجھے صُبح کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کی نسل کے چار غلاموں کو آزاد کر دوں" آپؐ نے مزید فرمایا، "میں ان کے ساتھ بیٹھوں جو

Marfat.com

عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہتے ہیں، مجھے اس سے زیادہ عزیز ہے کہ میں چار غلام آزاد کر دوں"۔

چنانچہ اِن احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں جب قبلہ عالمؒ کے عمل کو دیکھتے ہیں تو ان کے عین مطابق پاتے ہیں۔ محض ایک واقعہ ثبوت کے لیے کافی ہے۔

"قاضی نادر علیؒ جو پوٹھہ بنگش کے رہنے والے تھے، ظاہری علوم کے عالم ہونے کے علاوہ کسی آستانۂ عالیہ سے باطنی نسبت بھی رکھتے تھے۔ اور یہ نسبت کافی قوی تھی۔ مگر کسی واقعہ سے تعلقات میں گرہ پڑ گئی۔ اور آنا جانا متروک ہو گیا۔ آپؒ کو اس محرومی کا سخت رنج تھا۔ نتیجۃً آپؒ کھوئے کھوئے رہنے لگے اور آپؒ کے لیل و نہار اسی دوری اور مہجوری میں گزرنے لگے۔ ارادۂ ازلی نے کروٹ لی۔ ایک رات کچھ غیبی اشارے پائے۔ بیدار ہوتے ہی کاغذ پر نقشہ بنالیا۔ اور صبح چھچیاں شریف پہنچے۔ حضرتؒ مسجد میں تھے۔ مگر قاضی صاحبؒ نے پہلے نقشہ کی روشنی میں ماحول کا جائزہ لیا۔ جب یقین ہو گیا کہ یہی محلِ وقوع ہے۔ جس کا غیبی اشارہ پایا۔ قبلہ عالمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انشراحِ قلب کے لیے راہنمائی چاہی۔ آپؒ نے انہیں یہی نسخۂ کیمیا بتایا۔ اور فرمایا کہ مسجد کے کواڑ کو کنڈی لگوا لو۔ نمازِ فجر کے بعد اشراق تک اور نمازِ عصر کے بعد مغرب تک دروازہ بند کر کے ذکر میں مصروف رہو۔ چنانچہ انہوں نے اس پر

Marfat.com

مواظبت کی اور خاطر خواہ رُوحانی ارتقار پایا۔ عوامِ علاقہ اس کے گواہ ہیں۔ اگرچہ مسجد اب دوبارہ تعمیر ہو چکی ہے۔ مگر وہ کواڑ اور کُنڈی اب بھی موجود ہیں۔ اور اکثر سنگی اُس کی زیارت کرتے ہیں۔

قاضی صاحبؒ پروفیسر محمود صاحب ہاشمی کے دادا جان اور قبلہ عالمؒ کے خادمِ خاص بابا فقیر محمد پوٹھیہ کے نانا جان تھے۔ یہ وہی بابا فقیر محمد صاحبؒ ہیں۔ جن کا مزار چیچیاں شریف میں قبلہ عالمؒ کے پائنتی تھا۔ محمود ہاشمی صاحب پہلے ریاست میں پروفیسر تھے۔ "کشمیر اُداس ہے" کے مصنف ہیں۔ بعد میں انگلینڈ چلے گئے۔ صحافتی زندگی کا آغاز کیا۔ "مشرق" اخبار کی ادارت سے وابستہ رہے۔ اِن دنوں انگلینڈ میں تالیف و تصنیف میں مصروف بتائے جاتے ہیں۔

یہ جان لینے کے بعد کہ قبلہ عالمؒ کے نزدیک ذکر کو کیا اہمیت حاصل ہے نمونے کے ایک دو واقعات آپ کی خدمت میں پیش کیے جائیں گے۔ قبلہ عالمؒ کی ذات میں شریعت اور طریقت کا حسین امتزاج پایا جاتا ہے۔ اور اُن کے تربیت یافتگان بھی بقدرِ استعداد اِن ہی صفات سے متصف تھے۔ شریعت کے اوامر و نواہی پر سختی سے عمل کرتے اور شیخ کامل کی تعلیم، تربیت اور توجہ سے تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس میں مصروف رہتے۔ شیخ کامل کی توجہ اور اسمِ ذات کی برکت سے ان کا قلب مصفّا اور

لطائف بیدار تھے۔ یوں تو ہر عبادت ذِکر ہے۔ مگر تصوّف کی اصطلاح میں ذکر سے مراد اِسمِ ذات "اللہ" لی جاتی ہے۔ اس کے ذکر سے شیشۂ دِل میں جِلاء پیدا ہوتی ہے۔ اس کی کدورت اور کثافت دُور ہوتی ہے۔ اور وہ صیقل ہو کر انوار اور تجلیاتِ الٰہیّہ کا مہبط ٹھہرتا ہے۔ اور اس میں ایسی اِنقلاب آفریں قوّت پیدا ہوتی ہے کہ اُس کی ایک ضرب سے قلعے مسمار اور پہاڑ لرزہ براندام ہو جاتے ہیں۔ مگر یہ قوت شیخِ کامل کی توجہ اور سِلسلہ کی برکت و تاثیر کی مرہونِ منت ہے۔ قبلہ عالمؒ کے تربیت یافتگان میاں فتح محمد صاحبؒ اور خواجہ محمد اکبر علیؒ کے واقعات سے جو محض بطورِ نمونہ پیش کیے جاتے ہیں قبلہ عالمؒ کے مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

حضرت میاں فتح محمدؒ قبلہ عالمؒ کے خلیفۂ مجاز تھے۔ قبلہ عالمؒ سے محبت اور شیفتگی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کو بجا طور پر فنانی الشیخ کہا جاتا تھا۔ آپؒ ایک رات کو جنڈروڑ تحصیل چکوال میں ایک مکان کے اندر حلقۂ احباب میں بیٹھے اُنہیں توجہ دے رہے تھے۔ اس مکان کے دُوسرے کونے میں گھوڑی بندھی تھی۔ توجہ کے دوران آپؒ نے "اللہ ھُو" کی ضرب لگائی۔ سب سنگی وجد میں آ کر لوٹ پوٹ ہو گئے۔ مگر حیرت انگیز بات یہ تھی کہ دُوسرے کونے میں بندھی ہُوئی گھوڑی بھی وجد میں آ گئی۔ اپنے اگلے دونوں پاؤں بار بار اُٹھا کر ایک خاص ترنم کے ساتھ

Marfat.com

زمین پر مارتی اور عجیب کیف و مستی کا اظہار کرتی۔

حضرت خواجہ محمد اکبر علی صاحبؒ بمقام اڑی ہرنی مقبوضہ کشمیر ایک مسجد کے اندر حلقہ احباب میں بیٹھے تھے۔ آپؒ نے سنگیوں کو توجہ دی اور "اللہ ھُو" کی ضرب لگائی۔ سنگی تو مرغِ بسمل کی طرح تڑپتے ہی تھے، مسجد بھی لرز اُٹھی۔ ان واقعات کے عینی شاہد حاجی محمد اشرف صاحبؒ اور حاجی بقائے محمد صاحبؒ تھے۔

قبلہ عالم سنگیوں کی تربیت میں دونوں طریقوں سے کام لیتے رہے۔ سابقہ مکتوب میں اِس امر کی وضاحت موجود ہے کہ آپ سنگیوں کو احکامِ شریعت کی پابندی پر اصرار کرتے تھے۔ اپنی نجی مجلسوں میں کشف و کرامات کی بجائے احکام شریعت کی پیروی کو موضوعِ گفتگو بناتے۔ اور فرماتے کہ طریقت اور حقیقت کے مقامات کی راہ شریعت ہی کے ذریعے ہموار ہوتی ہے۔ چنانچہ آپؒ کی مجلسوں میں احکامِ شریعت کی لطافتوں اور نزاکتوں کا تذکرہ ہوتا۔ سنگیوں کو اطاعت کے انداز سکھائے جاتے۔ تو دوسری طرف اپنی نگاہِ کیمیا اثر سے ان کے باطن کی اصلاح فرماتے۔ یہی وجہ ہے کہ اِس درسگاہ سے نِکلا ہُوا ہر سنگی اپنی اپنی استعداد کے مطابق احکامِ شریعت کی پابندی کرتا۔ بعض اصحاب کے متعلق روایت کی جاتی ہے کہ اُنہیں چند دفعہ قبلہ عالمؒ کی صحبت میں بیٹھنے کا اِتفاق ہُوا۔ اُنہوں نے اپنے اندر ایک

Marfat.com

انقلابی تبدیلی محسوس کی۔ بعد میں اُنہیں کسی شیخِ طریقت کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع ملا۔ شیخِ طریقت نے اِس خیال سے کہ بیعت ہونا چاہتے ہیں، بیعت کی پیشکش کی۔ مگر اُنہوں نے یہ کہہ کر معذرت چاہی کہ ہم چند دِن قبلہ عالم رح کی مجلس میں بیٹھے ہیں۔ اپنے اندر ایک نمایاں تبدیلی پاتے ہیں۔ احکامِ شریعت بجا لانے اور نماز کی پابندی کی ایک تڑپ پیدا ہو گئی ہے۔ گو اُن کے مرید نہیں ہیں۔ مگر اسے اپنے لیے کافی سمجھتے ہیں۔ اِس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کی تعلیمات کا مختصر فلسفہ بندوں کو خُدا کی نگاہ میں اور خُدا کو بندوں کی نگاہ میں محبوب بنانا تھا اور اِس مقصد کے حصول کے لیے آپ رح نے دونوں طریقوں سے کام لیا۔

آپ کی کوشش اور کاوش کا نتیجہ ہے کہ لوگوں میں احکامِ شریعت کی پابندی کے ساتھ ساتھ قرآنی ذوق بڑھا۔ یہ ڈھکی چھپی بات نہیں کہ قبلہ عالم رح کے حلقۂ اثر میں شاید ہی کوئی قریہ ہوگا۔ جہاں قرآنی تعلیم اور شرعی عبادیات کا نظام موجود نہ ہوگا۔ قبلہ عالم رح اور حضرت مائی صاحبہ رح کے خلوص کا نتیجہ ہے کہ اِس سال دربارِ عالیہ کے ۲۰۰ حفاظ کرام نے ملک کے مختلف حصوں کی مساجد میں نمازِ تراویح کے دوران قرآن مجید سُنایا۔ اور مختلف مساجد میں اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ اِس وقت دربارِ عالیہ کے تحت تقریباً ۱۷۰ درس موجود ہیں اور سارا نظام کسی سرکاری یا نجی

Marfat.com

ادارہ کی مالی اعانت کے بغیر چل رہا ہے۔ اور یہ اس امر کا نتیجہ ہے کہ ان بزرگوں کی دُعاہائے سحر گاہی اور خلوص نے عوام میں اعتماد کی ایسی فضا پیدا کر دی ہے کہ ہر شخص اِس نظام سے وابستہ ہونے میں راحت محسوس کرتا ہے۔

یہ بندۂ ناچیز چونکہ اِن بزرگوں کے خوشہ چینوں میں سے ہے۔ اور ورثہ میں مسجد اور مکتب ملے ہیں۔ اور یہی اُن بزرگوں کی پہچان تھی۔ جو لوگوں میں "مسیتی والے قاضی صاحب" کے نام سے جانے جاتے تھے۔ ہمارا مشغلہ ان ہی کے مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور تائید ہمارے شاملِ حال ہے۔ بندہ سنگیوں سے بھی اُمید کرتا ہے کہ وُہ اِس نظام کی رُوح کو سمجھیں، اپنا دامن مساجد سے وابستہ رکھیں، نماز باجماعت ادا کریں اور قرآنی احکام کی روشنی میں کردار سازی کرتے رہیں۔ یہی بہترین نذرانۂ عقیدت ہے۔ جو آپ قبلۂ عالمؒ کی خدمت میں پیش کر سکتے ہیں۔ اور اِس سے آپ اپنے ماحول اور معاشرے کو پاکیزہ اور خوشگوار بنا سکتے ہیں۔

قبلۂ عالمؒ کی تعلیم کا ماحصل

آپؒ کی تعلیم کا ماحصل یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ سے محبت کا راز ماسوا

Marfat.com

اللہ سے توجہ ہٹانے میں ہے۔ آپؒ کے نزدیک مال و دولتِ دُنیا کمانا، کاروبار کرنا منع نہ تھا۔ مگر اُس مال و دولت کے حقوق اللہ تعالیٰ کے احکام کے تحت ادا کرنا ضروری تھا۔ آپؒ فرماتے، "نماز پڑھو مگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر۔ وساوس خلل ڈالیں تو جھٹک دو۔ ہر کام میں آپ کی نیّت اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہونی چاہیئے، نفس کی خواہش اور خوشی نہیں۔ آپؒ عزیمت کو رخصت پر ترجیح دیتے اور یہی سنگیوں کو تلقین کرتے۔ آپؒ فرماتے کہ اعمال کی رُوح نیت ہے اور اسی پر احکامات کا دارومدار ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی عمل میں نیّت دیکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کاموں کا دارومدار نیّت پر ہے۔ اور ہر شخص کو وہی اجر ملے گا۔ جس کی وُہ نیت رکھتا ہے۔

صاحبِ مزارؒ کی تعلیمات کا مقصد

اِس سے آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ قبلہ عالمؒ خود بینی، خودنمائی اور ریاکاری سے سخت نفرت کرتے تھے۔ آپ کی زندگی کا شعار عجُب نہیں انکساری تھا۔ اُستاذ الاُساتذہ حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب لدھڑویؒ جو ظاہری اور باطنی علوم میں خاص مقام

Marfat.com

رکھتے تھے قبلہ عالمؒ سے متعلق اپنے تاثرات کا اظہار یوں کرتے ہیں ، "مجھے عرب و عجم کے اکثر مشائخ کو دیکھنے اور ملنے کا موقع ملا۔ مگر قاضی صاحب جیسی انکساری کہیں نہیں پائی" یہ انکساری در اصل معرفتِ الٰہی کا نتیجہ تھی ۔ آپؒ اِس حد تک متوکل علی اللہ تھے کہ آپؒ کے پاس سہ پارچہ بدنی کے علاوہ کوئی کپڑا نہ تھا ۔ اور اسباب سے بے نیازی کا یہ عالم تھا کہ آپؒ کے وصال پر تجہیز و تکفین کے لیے کچھ نہ تھا۔

قبلہ عالمؒ کی تعلیمات اور نظریات کا مختصر خاکہ آپ کے سامنے پیش کیا گیا ہے ۔ یہ سالانہ اجتماع آپ سے مطالبہ کرتا ہے کہ آپ اِن تعلیمات اور نظریات کی روشنی میں اپنے اپنے حالات کا جائزہ لیں ۔ اور صاحبِ مزارؒ کی تعلیمات کی رُوح کو اپنانے کی کوشش کریں ۔ گزشتہ سال مکتوب کے ذریعہ واضح کیا گیا تھا کہ عُرس مبارک میں شرکت محض نذرانۂ عقیدت نہیں ۔ بلکہ صاحبِ مزارؒ کی تعلیمات پر عمل کرنا اصل نذرانۂ عقیدت ہے ۔ صاحبِ مزارؒ کو نہ تو آپ کے ہجوم کرنے سے خوشی ہے اور نہ ہی آپ کے نذرانوں کی چاہت ہے ۔ صاحبِ مزار علیہ الرحمتہ کی خوشی کا راز اس میں پوشیدہ ہے کہ ان سے عقیدت رکھنے والے اپنی داخلی اور خارجی زندگی میں ایک ایسا صالح روحانی انقلاب لائیں جس سے قرونِ اولیٰ

Marfat.com

کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جائے۔

نذرانے

مناسب رہے گا کہ نذرانوں کے بارے میں بھی دربارِ عالیہ کا موقف بیان کر دیا جائے۔ نذرانے پیش کرنا رواج کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اور بعض سنگی اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ نذرانہ پیش نہ کرنا سوءِ ادب میں شامل ہے۔ سنگیوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ طریقت میں خلوص کا سکّہ چلتا ہے۔ اِس دربارِ عالیہ کی نگاہ میں جو جتنا دین میں راسخ ہے، اُتنا ہی اُس کا زیادہ رسوخ ہے۔ اِس لیے آپ کی طرف سے اصل نذرانہ بزرگوں کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہے۔ آپ کی عقیدت اور محبت کا معیار آپ کا عمل ہے نہ کہ چند مادی سِکّے۔ آپ محبت اور عقیدت کی سوغات لے کر دُور دراز سے خرچ کر کے آتے ہیں۔ یہی سب سے بڑا نذرانہ ہے۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ جو نذرانے پیش کرتے ہیں۔ انہیں مساجد اور دیگر رفاہی کاموں پر خرچ کیا جاتا ہے۔ اس لیے نذرانوں کے بارے میں سنگیوں کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ نذرانوں پر خرچ کی جانے والی رقوم اپنے اپنے علاقوں کی مساجد اور درسگاہوں کی ضروریات پر خرچ کریں۔

لنگر کا اِنتظام تو اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے آپ کی آمد سے بہت

Marfat.com

پہلے ہو چکا ہوتا ہے۔ اس کا انحصار اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ہے۔ بندہ کے نزدیک نذرانوں میں کچھ کمزور پہلو بھی ہیں۔ مثلاً یہ بھی ممکن ہے کہ آج کا صاحبِ استطاعت کل نذرانہ پیش کرنے کی حیثیت میں نہ ہو۔ اور وہ اِس بنا پر حاضری سے کترائے اور شیخ کی صحبت سے محروم ہو جائے۔ جبکہ سلوک میں صحبت کو کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ غریب سنگی جو نذرانے کی استطاعت نہیں رکھتا اور اگر رکھتا ہے تو بہت کم، وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہو کر اپنی عقیدت کو داغدار کر دے۔ یہ کمزوری اُس کی رُوحانی نشو ونما میں رُکاوٹ کا باعث ہو گی۔ لہٰذا سنگیوں کو یہی مشورہ ہے کہ وہ نذرانوں کو اہمیت نہ دیں اور انہیں وجۂ اختصاص نہ سمجھیں۔ بلکہ شیخ کی تعلیمات پر توجہ دیں جو سلوک کا اصل مقصود ہے۔

شیخ سے محبت

سلوک کی دُنیا میں اصل چیز نذرانہ نہیں۔ بلکہ شیخ سے محبّت ہے۔ جس نوع کی شیخ سے محبت ہو گی۔ اُسی نوع کے اثرات مرتب ہوں گے۔ اہل اللہ کی محبت رُوحانی اثرات مرتب کرتی ہے۔ شیطان کے حیلے، تدبیر اور تخدیر سے محفوظ رکھتی ہے۔ اصل دولت شیخ کی رہنمائی اور صحبت ہے۔ قبلہ عالم رح فرمایا کرتے تھے کہ سلوک میں صحبت کو بڑا دخل ہے۔ صحبت سے سُست رَو

Marfat.com

سنگی بھی فائدہ اُٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اُس میں بھی رُوحانی تازگی پیدا ہوجاتی ہے۔ جس طرح سوکھی لکڑی کے ساتھ گیلی لکڑی بھی آگ پکڑ لیتی ہے۔ اسی طرح ناقص سنگی بھی کاملین کی صحبت میں رہ کر ارتقائی منازل طے کر لیتا ہے۔

قبلہ عالمؒ اور اجرائے فیض

قبلہ عالمؒ کے حالات سے پتہ چلتا ہے کہ آپؒ نے زندگی بھر احکامِ شریعت کی پابندی کی۔ بلکہ شریعت کی چھوٹی چھوٹی جزئیات کو بھی پیشِ نظر رکھا۔ اِن کے علاوہ کاملین کی صحبت میں رہ کر روحانی مدارج طے کیئے۔ ایسے بزرگوں کا رُوحانی فیض صرف اُن کی زندگی تک ہی منحصر نہیں ہوتا۔ بلکہ اُن کا فیض عالمِ برزخ سے بھی جاری رہتا ہے۔ اور جو حضرات اُن کے مزاراتِ مبارکہ پر عقیدت اور خلوص کا دامن بچھاتے ہیں۔ اُنہیں مایوسی نہیں ہوتی۔ اور وہ اپنی اپنی استعداد کے مطابق اُن سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ قبلہ عالمؒ کے روحانی فیض سے متعلق اکثر سنگیوں نے اپنے تجربے اور مشاہدے کی بنا پر روایتیں کی ہیں۔ مگر یہاں صرف چند ایک روایات اختصار کے ساتھ بیان کی جاتی ہیں۔

ایک سنگی نے بندہ سے روایت کی ہے، "میں معمولات تو متعدی سے

بجا لاتا۔ مگر خواہش پیدا ہوئی کہ متقدمین حضرات نے بڑے بڑے مجاہدے کیے۔ کاش! میں رمضان المبارک میں ہر روز ایک ختم قرآن مجید کر سکتا۔ چنانچہ دل میں یہی آرزو لے کر قبلہ عالمؒ کے مزارِ مقدس پر حاضر ہوا۔ اپنی کمزوری کا ذکر کیا۔ اُنؒ کے توسل سے چاہا کہ اللہ تعالیٰ مجھے رمضان المبارک میں ہر روز ایک قرآن مجید ختم کرنے کی توفیق بخشے۔ اُن کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق بخشی۔ اور میں اُس روز کے بعد کئی سالوں پر محیط اپنی زندگی کے دوران رمضان المبارک میں روزانہ ایک قرآنِ مجید ختم کرنے کی سعادت حاصل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ہر سال شوال کے چھ روزوں کے دوران بھی قرآنِ مجید ہر روز ایک بار مکمل تلاوت کرتا رہا۔ اُنہوں نے مزید بتایا، "میں نے قبلہ عالمؒ کی توجہ اور اُنؒ کی اجابتِ دُعا کا ذکر زندگی بھر کسی سے نہیں کیا۔ حتیٰ کہ اپنے اکلوتے بیٹے کو بھی اِس سلسلہ میں اعتماد میں نہیں لیا۔ اب چونکہ آثار بتا رہے ہیں کہ شاید یہ زندگی کا آخری رمضان ہو۔ یہ راز آپ کو منتقل کرتا ہوں۔" چنانچہ اُن کی زندگی میں یہ راز "راز" ہی رہا۔

ایک اور صاحب جو قبلہ عالمؒ سے براہِ راست نسبت نہیں رکھتے تھے۔ پنجاب کے رہنے والے تھے اور خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ اُنہیں قبلہ عالمؒ کے مزار پر مراقب ہونے کا اتفاق ہوا۔ اُنہوں نے بعد میں اپنے

Marfat.com

تاثرات بیان کرتے ہوئے بندہ کو بتایا، "میں مزارات پر اکثر جاتا اور مراقب ہوتا رہا ہوں۔ مگر قبلہ عالمؒ کے مزار پر میں نے محسوس کیا کہ یہاں وہی انوار اور تجلیات ہیں۔ جو کبھی سلسلۂ مجددیہ کے بڑے شیخؒ کے مزارِ مبارک پر دیکھی تھیں" ایک اور صاحب نے اپنا تاثر یوں بیان کیا، "پاکستان بھر کے تقریباً تمام مزاراتِ مقدسہ کی زیارت کا موقع مِلا۔ ۱۹۷۰ء کی دہائی میں قبلہ عالمؒ کے مزار پر مراقب ہوا۔ تو ایسا محسوس ہوا کہ تیئس ۲۳ سال کے بعد مجھے اپنا گھر مِلا۔ ۱۹۴۷ء سے پہلے میں مجدد علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہوا تھا۔ جس شریعت اور طریقت کا التزام وہاں پایا تھا۔ وہی آج یہاں پاتا ہوں۔ اور انؒ کی توجہ سے دِل کو بڑی فرحت محسوس ہوئی۔

مزاراتِ مبارکہ سے حصولِ فیض

مزاراتِ مبارکہ سے فیض کے سِلسلہ میں اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ ہے کہ جس صاحبِ ولایت سے دُنیا میں فیض پہنچ سکتا ہے۔ اُس سے فیض اُس کے وصال کے بعد بھی پہنچ سکتا ہے۔ کیونکہ اہلِ سنت وجماعت کے نزدیک موت عدمِ محض نہیں یا فقط سلبِ حیات کا نام نہیں بلکہ ایک مستقل وجودی مخلوق ہے۔ اِنَّ الْمَوْتَ اَمْرٌ وُجُوْدِیٌّ لِلذَّاتِ مَخْلُوْقٌ (ابن کثیر) یہ ایک حالت سے دوسری حالت میں

منتقل ہونے کا نام ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عالمِ ناسوت کے حواس اس کا ادراک نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ اہلِ سنت وجماعت میں مزارات کی زیارت کا معمول ابتداء سے چلا آرہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کی احادیثِ صحیحہ کے حوالہ سے علامہ ابنِ قیمؒ نے کتاب الروح میں لکھا ہے کہ لفظ "زیارت" احادیثِ مبارکہ میں استعمال ہوا ہے۔ اگر مردہ زیارت کرنے والے کو نہ پہچانتا تو یہ لفظ "زیارت" کبھی استعمال نہ ہوتا۔ تمام مذاہب اور آئمۂ لغت کے نزدیک لفظ "زیارت" کا مفہوم ایسے آدمیوں کی باہم ملاقات ہے۔ جو ایک دوسرے کو جانتے اور سمجھتے ہیں۔ انہوں نے قولِ فیصل کے طور پر لکھا ہے، "وَالسَّلَفُ یَجْمَعُوْنَ عَلٰی هٰذَا وَقَدْ تَوَاترت الاثار عنهم بان المیت یعرف زیارة الحی له ویستبشر به۔

ابنِ قیم نے اپنے دعوٰی کی تائید میں کئی واقعات اور شواہد پیش کیے ہیں کہ اہلِ قبور سنتے ہیں۔ نیز اہلِ قبور پر سلام بھیجنا اسی حقیقت کی طرف راجع ہے۔ مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے مشہورِ آفاق مکتوبات میں ایسے اولیائے کاملین سے متعلق متعدد مقامات پر اشارات دیئے ہیں۔ اور بعدِ وصال ان سے فیض کے اجراء کی نشان دہی کی ہے۔

Marfat.com

عید کارڈ

چند سالوں سے معمول بنتا جا رہا ہے کہ چند ستگی عید کے مبارک موقع پر اِس بندۂ عاجز کو عید کارڈ بھیجتے ہیں۔ بندہ کو ان کی عقیدت کا احترام ہے۔ مگر بندہ اُن کو یہی مشورہ دے گا۔ کہ عید کارڈ بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیں۔ عید کارڈ کی بجائے دو نفل پڑھ کر بندہ کی دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کے لیے دعا کریں یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک عید کارڈ سے زیادہ پسندیدہ ہے اور شریعت کے قریب ہے

آئمۂ مساجد

دربارِ عالیہ کے آئمۂ مساجد اور بالخصوص وہ آئمۂ کرام جہاں درس جاری ہیں اور شوال میں تعطیلات ہوتی ہیں خاص طور پر یہ بات نوٹ کر لیں کہ وہ تعطیلات پہ جانے سے پہلے کسی طالب علم یا مقامی موزوں آدمی کا نماز پڑھانے کے لیے انتخاب کر لیں۔ تاکہ اُن کی عدم موجودگی کی وجہ سے نماز باجماعت کا نظام متاثر نہ ہو۔ اس کے علاوہ وہ صدر یا رکنِ کمیٹی کو اپنا پتہ یا فون نمبر دے دیں۔ تاکہ کسی ہنگامی ضرورت کے وقت اُن سے رابطہ قائم کر کے بلایا جا سکے۔ بعض دیہات میں نکاح، نمازِ جنازہ یا اِس قسم کی دوسری ہنگامی ضروریات

Marfat.com

کے لیے کسی موزوں آدمی کا میسر آنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لیے امام کی عدم موجودگی میں عوام کو پریشانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

ملاقات کے بارہ میں

سنگیوں پر یہ امر اچھی طرح واضح ہے کہ بندہ دِن میں دو بار ان میں بیٹھا کرتا تھا۔ باہم گفتگو ہوتی۔ مگر کچھ عرصہ سے طبیعت کے ہاتھوں اِس قدر مجبور ہو گیا ہے کہ سنگیوں میں بیٹھنا تو درکنار، مِلنا تک متروک ہو گیا ہے۔ اس میں کوئی تخصیص یا استثنٰی نہیں۔ سنگیوں اور مہمانوں کو مِل کر ہمیں انتہائی مسرت ہوتی تھی۔ ہمیں اِس امر کا شدید احساس ہے کہ بعض حضرات دُور و دراز مقامات سے زرِ کثیر خرچ کر کے محض ملاقات کے لیے آتے ہیں۔ ملاقات نہ ہونے پر جہاں اُنہیں مایوسی ہوتی ہے وہاں ہمیں بھی افسوس ہوتا ہے۔ ہماری ملاقات کا اِنحصار اب طبیعت پر ہے۔ اِس لیے ملاقات کے سِلسلہ میں یقین نہیں دلایا جا سکتا کہ طبیعت کب سازگار ہو گی۔ سنگیوں کو یہی مشورہ دِیا جاتا ہے کہ دربارِ عالیہ کے دروازے ہر وقت اُن کے لیے وا ہیں اور سنگیانِ دربار پیغام رسانی کے لیے موجود ہیں۔ دُور دراز کے سنگیوں کے لیے بہتر ہے کہ وہ خط کو ہی رابطہ کا ذریعہ بنائیں۔ اگر محض ملاقات ہی مطمعِ نظر ہو اور بندہ کی طبیعت کے پیشِ نظر اِس میں

Marfat.com

کامیابی نہ ہو تو اسے وجہِ ملال نہ بنائیں۔ بلکہ معذور رجائیں۔ جامع الفردوس بڑا پُرسکون مقام ہے۔ یہاں قیام کے دوران اپنے آپ کو ذکر و فکر میں مصروف رکھیں۔ اجر اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ ہر ایک کو اُس کی نیّت اور محنت کا پھل ملتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ بار بار ملاقات کا اصرار کر کے بندہ کی ناگواری کو نہ بڑھائیں۔

ایک اپیل

آخر میں آپ سے اُمید کی جاتی ہے کہ آپ قبلہ عالمؒ کی تعلیمات کو مدِنظر رکھیں گے۔ آپ عرس مبارک کے دوران کوئی ایسا عمل نہیں کریں گے۔ جو شریعت کے احکام سے متصادم ہو اور جس سے صاحبِ مزارؒ کی روح رنجیدہ ہو۔ آپ کی رہنمائی کے لیے ضروری ہدایات تختۂ سیاہ اور چارٹوں پر لکھ کر مزار شریف کے پاس نمایاں مقامات پر رکھ دی گئی ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں۔ اور ہر اُس عمل سے پرہیز کریں۔ جو بدعت اور شرک کی تعریف میں آتا ہو۔ آپ مروّجہ طریق کے مطابق تلاوتِ قرآنِ مجید، فاتحہ شریف اور نوافل وغیرہ پڑھ کر ان کا ثواب انؒ کی ارواحِ مبارکہ کو ایصال کریں اور ان کے توسّل سے اپنی اپنی حاجات عجز و انکساری سے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں۔ مزارات پر حاضری کا یہی شائستہ طریقہ ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

Marfat.com

انڈس پرنٹنگ پریس نزد ڈسٹرکٹ کورٹس کوٹلی آزاد کشمیر

Marfat.com